Open Access
Al Khadim Research Journal
Islamic Culture and Civilization
ISSN (ONLINE): 2710-0235
ISSN (PRINT): 2710-0227

ARJICC, Vol: 2, Issue: 2,
July to September 2021
DOI: 10.53575/arjicc.u10-v2.2(21)154-170
http://arjicc.com/index.php/arjicc

اسلامی معاشی نظام میں سوداور قمار کی حرمت وممانعت

Prohibition of interest and gambling in the Islamic economic system

Waqar Yousufi*
Dr. Shahnaz Ghazi**

Abstract
The Prophet admonished riba (usury) in its all methods in his farewell Pilgrimage speech. The article examines the rules of interest (usury) and Maysir (gambling) and how it fits within the realm of Islamic finance , as it is described in the Holy Qur'an and as it is demonstrated by the Prophet in his Sunnah . Following verses of the Qur'an and its interpretations through the hadiths of Prophet are also described in the article. Referring to an argument saying the modernists claim that what is prohibited in Qur'an is the form of interest (usury) and Maysir (gambling) mentioned to the then prevailing practice of lending in the pre-Islamic era, the authors confidently ruled out the logic saying that any increase over and above the principal should be riba (usury) and Maysir (gambling) and as such it is prohibited. The modernists also raised some controversial issues like-'difference between riba (usury) and maysir (gambling) 'individual and institutional riba'. All these titles are defeated with satisfactory Shari`ah references. While answering the issues specified earlier, the authors categorically explored the inborn beauties of Islamic Banking and finance as well as disclosed the differences between Islamic and Conventional economy system. The authors, in a nut shell, stress on the point in this paper that any form of riba and maysir is strictly avoided in the Islamic society and Islamic economy System.
Keywords: Riba, Maysir, Islamic Economy System, Gharar

یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ انسان کو زندگی گزارنے کے لیے مال ودولت کی ضرورت پڑتی ہے۔اسلام انسان کو جائز مال ودولت کمانے کے بہت سے زرائع بتاتا ہے مثلاً کھیتی باڑی، مویشی پالنااور تجارت کرناوغیرہ۔

تجارت وہ بابرکت زریعہ معاش ہے جسے خود آپ ﷺ اور صحابہ کرام نے زندگی کے کسی نہ کسی مرحلے پر اپنایا۔آپ ﷺ نبوت سے پہلے کئی تجارتی معاملات اور اسفار فرما چکے تھے۔اور جب آپ کو نبوت ملی تو آپ نے تجارت کے احکام، آداب اور فضائل تفصیل سے بیان فرمائے۔

اسلام عدل وقسط کی اساس پر استوار وہ دین حق ہے جو بدیانتی، ناانصافی اور بے اعتدالی کو کسی طور برداشت نہیں کرتا۔

اسلام کا نظریہ تجارت بھی اسلام کے اس آفاقی اصول سے مستنبط ایک شعبہ حیات ہے۔کہ اگر انسان شریعت کے بتائے ہوئے اصولوں کے مطابق تجارت کرے تو دنیاو آخرت میں کامیابی حاصل کر سکتا ہے۔

---

* Ph. D Urdu Research Scholar University of Karachi.
Email: waqar.yousufi@the-directions.com, waqar.yousufi@adamjeelife.com Shariah Compliance Officer
** Dean Islamic Studies, University of Karachi.
Adamjee Life Assurance Company Ltd-Window Takaful Operations

موجودہ زمانے میں جب سے معاشی اور کاروباری ضروریات کو پورا کرنے کے لئے بنکنگ کا سسٹم شروع ہوا تو اس کے کاروباری طریقے میں سود اور قمار جیسی حرام چیزیں بھی شامل ہو گئی جن کو شریعت نے منع کیا ہے۔اس مضمون میں ہم سود اور قمار کے بارے میں بحث کریں گے۔

سود

سود ایک ایسی لعنت ہے جس سے نہ صرف معاشی استحصال، حرص وطمع، خود غرضی، مفت خوری، مفاد پرستی، زرپرستی اور بخل جیسی اخلاقی قباحتیں پیدا ہوتی ہیں بلکہ معاشی اور اقتصادی تباہ کاریوں کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے اس لیے دین اسلام اسے کسی صورت برداشت نہیں کرتا۔ یہاں پر ہمسود کے بارے میں شریعت کیا کہتی ہے اس پر بحث کرے گے۔ پہلے ہم عربی میں لفظ ربا کی بات کرتے ہوئے ربا کی قسمیں اور پھر ان کا حکم بیان کریں گے۔

مولانا عمران عثمانی صاحب ربا کے لفظ کی تحقیق کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

اسلامی کتابوں کی تحریروں میں ربا کا لفظ کا استعمال پانچ قسم کے معاملات پر کیا گیا ہے۔ایک سورہ بقرہ کی آیت نمبر 275 (جو کہ آگے مفصل بیان ہو گی) میں ربا کے لفظ سے مراد 'سودی قرض کا لین دین' ہے۔دوسرے 'ربا الفضل' جیسا کہ ترمذی شریف کی حدیث جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشیاء ستہ کے بارے میں فرمایا ہے۔جس کو آگے مفصل بیان کیا جائیگا۔ تیسرے ربا کا لفظ 'نیوتہ' جو کہ شادی کے موقع پر تحفہ دیا جاتا ہے اس پر بھی بولا جاتا ہے بعض مفسرین نے سورہ روم کی آیت نمبر 39 (وماء اتیتم من ربا لیربوا فی أموأل ألناس فلا یربوا عند ألله) سے یہ ہی مراد لیا ہے۔چوتھے بعض دفعہ 'خرید وفروخت کے ناجائز معاملات' پر بھی ربا کا اطلاق کیا جاتا ہے اور بعض مفسرین نے سورہ نساء کی آیت 161 (وأخذهم ألربوا وقد نهوا عنه) کو بھی اسی معنی پر محمول کیا ہے اور پانچویں 'ہر ناجائز اور حرام کام' کے لئے ربا کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد "ان اربی الربا استطالۃ الرجل فی عرض اخیہ" یعنی سب سے بڑا ربا یہ ہے کہ ایک شخص اپنے بھائی کی آبرو پر دست درازی کرے۔

ربوا:

ربوا کا تلفظ ربا کیا جاتا ہے، لغت میں اس کے معنی ہیں "زیادتی" اور فارسی اور اردو میں اس کا اصطلاحی ترجمہ 'سود' کیا جاتا ہے۔اور انگریزی زبان میں اس کا اصطلاحی ترجمہ انٹرسٹ (Interest) یا (Usury) کیا گیا ہے۔اسے ربوا اور ربا دونوں طرح لکھا جا سکتا ہے۔حوالہ قرآن پاک میں یہ دونوں رسم الخط استعمال ہوئے ہیں۔الربوا (البقرۃ:275) اور ربا (الروم:39) 1

تعریف ربا:۔

ربا لغت میں زیادتی اور بڑھوتری کو کہتے ہیں، اور اصطلاح میں معنی اس کا اطلاق دو معنوں پر ہوتا ہے۔ربا النسیئۃ اور ربا الفضل۔

ربا النسیئۃ

ربا النسیئۃ کو ربا القران، ربا الجاہلیہ اور ربا القرض بھی کہتے ہیں

ربا النسیئۃ کو ربا القران اس لئے کہتے ہیں کہ قران کریم کی بہت سی ایات میں اس کو براہ راست ممنوع قرار دیا ہے جیسا کہ "دلائل حرمت" سے واضح ہو جائے گا اور اس کو ربا الجاہلیہ اس لئے کہتے ہیں زمانۂ جاہلیت میں یعنی آپ ﷺ کی نبوت سے پہلے بھی اس کا رواج تھا اور اہل جاہلیت بھی اس کو ربا ہی کہتے تھے، اور اس کو ربا القرض اس لئے کہتے ہیں کہ اس کا تعلق قرض سے ہے کیونکہ نسیئۃ کے معنی ادھار کے ہیں۔

ربا الفضل

ربا الفضل کو ربا الحدیث اور ربا البیع بھی کہتے ہیں۔ ربا الفضل کو ربا الحدیث اس لئے کہتے ہیں کہ یہ قسم صرف الفاظ قران سے نہیں سمجھی گئی، بلکہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ سے معلوم ہوئی، جیسا کہ "دلائل حرمت" سے واضح ہو جائے گا، اور اس کو ربا البیع اس لئے کہتے ہیں کہ اس کا تعلق بیع یعنی خرید و فروخت سے ہے، کیونکہ فضل کے معنی زیادت کے ہیں، چنانچہ ابن العربیؒ احکام القران میں فرماتے ہیں:۔

الربا في اللغة الزيادة، والمراد في الآية كل زيادة لا يقابلها عوض.[2]

"ربا لغت میں زیادتی کو کہتے ہیں اور ایت کریمہ میں اس سے مراد ہر وہ زیادتی ہے، جس کے مقابلے میں کوئی عوض نہ ہو۔"

ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تعریف ربا النسیئۃ اور ربا الفضل دونوں کو شامل ہے، کیونکہ ایسا اضافہ جو کسی عوض کے مقابلے میں نہ ہو، یہ ربا النسیئۃ میں بھی پایا جاتا ہے، کیونکہ اس میں اپنا قرض پورا پورا لیا جاتا ہے اور اس پر سود (Interest) کے نام سے جو اضافہ ملتا ہے، وہ بے معاوضہ ہوتا ہے اور ربا الفضل میں بھی پایا جاتا ہے، کیونکہ اس میں دو چیزوں کا مبادلہ ہوتا ہے، اور کسی ایک جانب میں ایسی زیادتی پائی جاتی ہے، جو کسی معاوضے کے بدلے میں نہیں ہوتی، لہذا ابن العرب رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف اپنی جامعیت کی بناء پر عمدہ تعریفات میں شمار کی جاتی ہے۔

امام ابو بکر جصاص رحمۃ اللہ علیہ أحکام القران میں ربا کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

وھو القرض المشروط فیہ الاجل وزیادۃ مال علی المستقرض.[3]

"قرض کا وہ معاملہ جس میں ایک مخصوص مدت ادائیگی اور مقروض پر مال کی کوئی زیادتی متعین کر لی گئی ہو۔"

علامہ جصاص نے "القرض" کی قید لگا کر اس تعریف کو اس قسم کے سات خاص کر دیا، یعنی ربا النسیئۃ کے ساتھ۔

جسٹس مفتی محمد تقی عثمانی صاحب علامہ جصاص کی اس تعریف کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

وإن هذا التعريف يشمل سائر انواع رباالنسئية وكان هذا الربا محرما في سائر الاديان السماوية، وتوجد نصوص تحريمه حتى الآن في مجموعة الكتاب المقدس، وراجع سفر الخروج ٢٢:٢٥ وسفر التثنية ٢٣:٢٠ من اسفار التوراة، وزبور عليه السلام ٥:١٥، سفر امثال سليمان عليه السلام ٢٨:٨ وسفر نحمياه ٥:٧ وسفر حزقيل عليه السلام ١٨:٨، ١٣:١٧، ١٢، ٢٢.

"یہ تعریف ربا النسیئۃ کی تمام اقسام کو شامل ہے اور ربا کی یہ قسم تمام اسمانی ادیان میں حرام رہی ہے، چنانچہ اس کی حرمت کی نصوص ابھی تک کتاب مقدس میں موجود ہیں، اس کے لئے ملاحظہ ہوں: خروج: ۲۲:۲۵، احبار: ۲۵:۳۵، استثناء: ۲۳:۲۰، زبور داؤدی: ۱۵:۵ سفر امثال

سلیمان علیہ السلام:۲۸:۸، سفر نحمیاہ:۵:۷،اور اسفار حضرت حزقیل علیہ السلام:۱۸:۸،۱۳،۱۷،۲۲،۱۲۔"4

ربا النسیئہ کی تعریف پر مشتمل ایک مشہور حدیث کی تشریح وتحقیق

كل قرض جر نفعا فهو ربا رواه الحارث بن أبي اسامة في مسنده عن علي رفعه.5

"حارث بن ابی اسامہ نے اپنے "مسند" میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت کی ہے کہ جو قرض کچھ نفع کمائے وہ ربا ہے۔"

اس حدیث شریف میں "قرض" کا لفظ موجود ہے اس لئے اس کا تعلق ربا النسیئہ سے ہے۔

اس روایت پر سندی حیثیت سے اگرچہ جرح ہوئی ہے لیکن چونکہ دوسری روایات واثار سے اس کی تائید ہوتی ہے، اس لئے یہ حدیث حسن لغیرہ ہے اور محدثین کرام کے نزدیک **"صالح للعمل"** ہے بلکہ امت کی طرف سے اس کو تلقی بالقبول حاصل ہے۔ مفتیٔ اعظم مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ "مسئلہ سود" میں اس حدیث سے متعلق فرماتے ہیں:۔

"یہ حدیث علامہ سیوطی نے جامع صغیر میں نقل کی ہے اور فیض القدیر شرح جامع صغیر میں اگرچہ اس کی سند پر جرح کی ہے، اسناد کو ضعیف بتلایا ہے، لیکن اس کی شرح سراج المنیر عزیزی نے اس کے متعلق یہ الفاظ لکھے ہیں: **قال الشیخ: حدیث حسن لغیرہ**، کیونکہ دوسری روایات واثار سے اس کی تائید ہوتی ہے، بہر حال یہ روایت محدثین کے نزدیک **"صالح للعمل"** ہے۔6

امام الحرمینؒ اور امام غزالیؒ نے بھی اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔7

یہ بات واضح رہے کہ جمہور علماء ومحدثین نے اس حدیث کو ایک اصول کے طور پر قبول کیا ہے، اور علماء ومحدثین کی یہ **"تلقي بالقبول"** اس بات کی بذات خود ایک مستقل دلیل ہے کہ یہ اصول قران وسنت کے عین مطابق ہے، لہذا بعض عربی مصنفین اور علماء(8) کا اس حدیث کو دیگر احادیث کا معارض قرار دینا یا اس کی صحت سے بالکل انکار کرنا درست نہیں۔

مندرجہ بالا حدیث میں منفعت سے مراد ہر وہ منفعت مراد ہے جو مشروط یا معروف ہو، کیونکہ معروف بھی اکثر احکام شرعیہ میں مشروط کے حکم میں ہے چنانچہ امام ابو بکر جصاصؒ وغیرہ نے جو تعریف بیان فرمائی ہے اس میں **"المشروط"** کی قید اس لئے لگائی ہے نیز منفعت عام ہے خواہ مال کی شکل میں ہو، یا کسی اور شکل میں ہو، لہذا اب اس حدیث کا مطلب یہ ہو کہ قرض کی وجہ سے جو بھی مشروط یا معروف نفع خواہ وہ کسی بھی شکل میں ہو،، حاصل ہو، وہ سود ہے اور اس سے بچنا لازم ہے۔

مذکورہ بالا تشریح ومطلب میں دو باتیں اگئیں:۔

۱۔ حدیث میں نفع سے مراد مشروط یا معروف نفع ہے۔

۲۔ نفع عام ہے خواہ کسی بھی شکل میں ہو۔

پہلی بات کی دلیل وہ تمام احادیث وروایات ہی، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ انحضرت ﷺ اور اپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کئی واقعات میں قرض لے کر ادائیگی کے وقت کچھ زیادہ عطاء فرمایا۔(9)

اور دوسری بات کی دلیل یہ ہے کہ ائمہ اربعہؒ نے بہت سی ایسی صورتوں کو ممنوع قرار دیا ہے، جن میں مقرض کو اپنے دیئے ہوئے قرض پر کچھ نفع حاصل ہو رہا ہے، حالانکہ وہ نفع "مال" کی شکل میں نہیں ہوتا اور ممانعت کی بنیاد یہی حدیث شریف ہے مثلاً:

۱۔ شئ مرہونہ سے مشروط یا معروف فائدہ حاصل کرنا حرام ہے۔(10)

۲۔ قرض خواہ کے لئے مقروض کی سواری پر سوار ہونا یا قرض کی وجہ سے اس کے گھر میں کھانا کھانا جائز نہیں۔(11)

۳۔ اگر کوئی کسی کو اس شرط پر قرض دے کہ مقروض اس کو اپنا مکان فروخت کرے گا تو یہ ناجائز ہے۔(12)

۴۔ "**سفتجہ**" کو اسی حدیث کی بناء پر ائمہ نے ممنوع قرار دیا ہے، حالانکہ اس میں کوئی زیادت مال نہیں۔(13)

لہذا یہ کہنا کہ منفعت جو ناجائز ہے اس سے مراد صرف "زیادت مال" ہے، درست نہیں، جیسا کہ ماضی قریب کے ایک ماہر اقتصاد شیخ محمود احمد مرحوم (14) نے علامہ جصاصؒ وغیرہ کی تعریفات کے ظاہر کو دیکھ کر یہ بات کی ہے، کیونکہ ان کی تعریفات میں "مال" کا لفظ موجود ہے۔

حالانکہ ان تعریفات میں "مال" کی قید تغلیبا ہے، کیونکہ زمانۂ جاہلیت میں زیادہ تر اسی طرح ہوتا تھا تو یہ کوئی قید احترازی نہیں، کیونکہ اس صورت میں علامہ جصاصؒ کی تعریف خود مذکورہ حدیث (جس میں منفعت عام ہے) کی معارض ہو جائے گی، نیز بہت سارے علماء اسلام نے ربا کی تعریف میں "مال" کی کوئی قید نہیں لگائی ہے۔(15)

حاصل یہ نکلا کہ مذکورہ حدیث کی رو سے قرض پر ہر مشروط یا معروف نفع حاصل کرنا خواہ وہ کسی بھی شکل میں ہو، "ربا النسیئۃ" ہے اور قران وحدیث کی روشنی میں ناجائز اور حرام ہے اور اس سے بچنا واجب ہے۔

اور "**سفتجہ**" اس کی جمع سفاتج ہے، اس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ زید مثلاً تاجر ہے تو عمرو اس قرض دیتا ہے لیکن عمرو اس کو قرض دیتے وقت یہ شرط عائد کرتا ہے کہ یہ قرض میرے شہر میں جو میرا دوست یا میرے والد ہیں ان کو ادا کرنا، اس کو فقہائے کرام نے ممنوع قرار دیا ہے کیونکہ اس میں مقرض یعنی عمرو کو راستے کے خطرات سے بچاؤ کا فائدہ حاصل ہوتا ہے، جو "قرض جر نفعا" میں داخل ہے اور ممنوع ہے دیکھئے الشامیہ (۲۹۸/۷)۔

ربا الفضل

ربا الفضل سے مراد وہ اضافہ ہے جو کچھ مخصوص اجناس کے باہمی تبادلے پر حاصل ہو۔

ربا الفضل کے سلسلے میں حدیث مشہور ہے جسے "اشیائے ستہ" والی حدیث کہتے ہیں، کیونکہ اس میں چھ چیزوں کا ذکر موجود ہے، اس حدیث کے الفاظ ذیل میں ملاحظہ فرمائیں:

الذهب بالذهب مثلا بمثل، والفضة بالفضة مثلا بمثل، والتمر بالتمر مثلا بمثل، والبر بالبر مثلا بمثل، والملح بالملح مثلا بمثل، والشعير بالشعير مثلا بمثل، فمن زاد أو ازداد فقد أربى، بيعوا الذهب بالفضة كيف شئتم يدا بيد، وبيعوا الشعير بالتمر كيف

شئتم يدا بيد". (16)

"سونے کو سونے کے بدلے میں برابر سرابر بیچو، چاندی کو چاندی کے بدلے میں برابر سرابر بیچو، کھجور کو کھجور کے بدلے میں برابر سرابر بیچو، نمک کو نمک کے بدلے میں برابر سرابر بیچو، جو کو جو کے بدلے میں برابر سرابر بیچو، لیکن جو شخص اضافہ کا لین دین کرے، وہ ربا کا معاملہ کرے گا، البتہ سونے کو چاندی کے بدلے میں جس طرح چاہے فروخت کرو، بشرطیکہ دست در دست ہو، اور جو کو کھجور کے بدلے میں جس طرح چاہو فروخت کرو، بشرطیکہ دست در دست ہو۔"

یہ حدیث مختلف کتابوں(17) میں مختلف الفاظ کے ساتھ ائی ہے، لیکن حاصل سب کا ایک ہی ہے، اور وہ یہ کہ مخصوص اجناس کے باہمی تبادلے کے وقت کسی ایک جانب اضافے سے اپ نے ممانعت فرمائی ہے۔

اس حدیث شریف میں چھ چیزوں کا ذکر ہے، لیکن اس پر اتفاق ہے کہ ربا صرف ان چھ چیزوں کے تبادلے میں منحصر نہیں، بلکہ اور چیزیں بھی اس ممانعت میں اسکتی ہیں، اب یہ کس طرح معلوم ہوگا، اس کے لئے مجتہدین نے تعلیل کا سہارا لیا، یعنی اس حدیث میں سوچا گیا کہ ان چیزوں کے باہمی تبادلے میں اضافے کو کس علت کی بنیاد پر ممنوع قرار دیا ہے؟ چنانچہ ہر مجتہد نے اجتہاد کر کے اپنے اجتہاد کے مطابق علت نکالی، اور اس علت پر مزید احکام متفرع کئے، جس کی تفصیل کتب فقہ اور کتب اصول فقہ میں مذکور ہے۔

حرمت ربا کے دلائل کا خلاصہ

الذين يأكلون الربا لا يقومون إلا كما يقوم الذي يتخبطه الشيطان من المس ذلك بأنهم قالوا إنما البيع مثل الربا وأحل الله البيع وحرم الربا. (18)

"جو لوگ سود کھاتے ہیں، ان کا حال اس شخص کا سا ہوتا ہے، جسے شیطان نے چھو کر باؤلا کر دیا ہو، اور اس حالت میں ان کے مبتلا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ تجارت بھی تو اخر سود ہی جیسی چیز ہے، حالانکہ اللہ تعالی نے تجارت کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام الخ۔"

يمحق الله الربا ويربي الصدقات والله لا يحب كل كفار أثيم. (19)

"اللہ سود کو مٹاتا ہے اور خیرات کو بڑھاتا ہے، اور تمام ایسے لوگوں کو ناپسند کرتے ہیں، جو ناشکرے اور گنہگار ہوں۔"

يأيها الذين آمنوا اتقوا الله وذروا ما بقي من الربا إن كنتم مؤمنين (278) فإن لم تفعلوا فأذنوا بحرب من الله ورسوله. (20)

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جس قدر سود رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو اگر تم ایمان والے ہو، اگر تم نے ایسا نہیں کیا، تو پھر اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔"

يأيها الذين آمنوا لا تأكلوا الربا أضعافا مضاعفة. (21)

"اے ایمان والو! سود مت کھاؤ چند در چند۔۔۔"

عن ابن مسعود قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربا وموكله. (22)

وفي رواية لمسلم وغيره: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربا وموكله، وكاتبه وشاهديه، وقال: هم سواء.

"انحضرت ﷺ نے سود کھانے والے اور کھلانے والے پر لعنت کی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ اپ نے سود کھانے، سود کھلانے، لکھنے اور اس کے گواہ بننے والوں پر لعنت کی ہے، اور یہ بھی فرمایا کہ وہ سب برابر ہیں۔"

الربا بضع وسبعون بابا والشرک مثل ذلک.(23)

"سود کی خرابیاں ستر سے اوپر ہیں اور شر اس کے برابر ہے۔"

الدرهم يصيبه الرجل من الربا اعظم عند الله من ثلاثة وثلاثين زينة يزنيها في الإسلام. (24)

"سود کا ایک درہم اللہ کے نزدیک تینتیس مرتبہ زنا سے بھی زیادہ بڑھ کر ہے جو زنا حالت اسلام میں انسان کرے۔"

الربا ثلاث وسبعون بابا ايسرها مثل أن ينكح الرج امة. (25)

"سود کی تہتر قسم کی خرابیاں ہیں، ان میں سب سے معمولی یہ ہے کہ ادمی اپنی ماں سے بدکاری کرے۔"

ما احد اكثر من الربا إلا كان عاقبة امره إلى قلة. (26)

إذا ظهر الزنا والربا في قرية فقد احلوا بانفسهم عذاب الله. (27)

"کسی بستی میں زنا اور سود کا کاروبار پھیل جائے، تو بستی والوں نے اللہ کا عذاب اپنے اوپر اتار لیا۔"

ما من قوم يظهر فيهم الربا إلا أخذوا بالسنة الحديث. (28)

"جس قوم میں سود پھیل جائے، وہ یقیناً قحط سالی میں مبتلا ہو جاتی ہے۔"

بين يدي الساعة يظهر الربا، الحديث. (29)

"قیامت سے پہلے سود کی کثرت ہو جائے گی۔"

لياتين على الناس زمان لا يبقي احد إلا اكل الربا، فمن ثم ياكله اصابه من غباره. (30)

"ایک زمانہ ائے گا کہ کوئی شخص سود خوری سے بچے گا نہیں اور اگر وہ بچ بھی گیا، تو اس کا اثر اس تک ضرور پہنچے گا۔"

یہ چند قرانی ایات اور احادیث مبارکہ ہم نے سود اور ربا کی وعید سے متعلق یہاں ذکر کی، یہ صرف بطور ایک نمونے کے ہیں، ورنہ سود خوری کی سزاؤں سے متعلق اور بھی متعدد احادیث اور روایات موجود ہیں، جن میں سود خوری اور سودی معاملات کرنے کے بارے میں بہت شدید وعیدیں اور سزائیں مذکور ہیں، اگر ان احادیث کی تفصیل مطلوب ہو تو مفتی اعظم مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کے مشہور رسالہ "مسئلہ سود" کا مطالعہ فرمایا جائے، جو خاص سود ہی کے موضوع پر ہے، اور اس میں سود کی وعیدوں سے متعلق چہل حدیث موجود ہیں۔

اللہ تعالی نے سود کی لعنت سے اور اس کی وعیدوں سے پوری امت مسلمہ کو محفوظ رکھے۔

قمار (Gambling)

اب یہاں سے ہم قمار جس کو میسر بھی کہتے ہیں اور جسے اردو میں "جوا" اور انگریزی میں (Gambling) کہا جاتا ہے پر تفصیلی بحث کریں گے۔

قمار کی حقیقت:۔

ہر وہ معاملہ جس میں کسی غیر یقینی واقعے کی بنیاد پر کوئی رقم اس طرح داؤ پر لگائی گئی ہو کہ یا تو یہ رقم لگانے والا اس رقم کو ہار جائے یا اسے اتنی ہی یا اس زیادہ رقم کسی معاوضہ کے بغیر مل جائے، شرعی لحاظ سے قمار اور میسر کہلاتا ہے، مثلا دو شخص دوڑ میں یہ شرط لگائیں کہ اگر تم جیت گئے تو میں پانچ سو روپے دوں گا اور اگر میں جیت گیا تو تم مجھے پانچ سو روپے دو گے۔ یا مثلا پاکستان اور بھارت کا کرکٹ میچ ہو رہا ہو اور میں کسی کے ساتھ یہ شرط لگاؤں کہ اگر پاکستان جیت گیا تو میں تم کو دس ہزار روپے دوں گا لیکن اگر پاکستان وہ میچ ہار گیا تو تم مجھے دس ہزار روپے دو گے۔ گویا اس معاملے کے اندر فریقین میں سے ہر ایک کے بارے میں احتمال ہوتا ہے کہ وہ اس غیر یقینی واقعہ کی بنیاد پر دوسرے کا مال لے لے یا اس کا اپنا مال دوسرے کے پاس چلا جائے اور ہر وہ عقد جس کی حقیقت مذکورہ بالا ہو، قمار کہلاتا ہے، علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:۔

لأن القمار من القمر الذي يزداد تارة وينقص أخرى، وسمي القمار قمارا لأن كل واحد من المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله إلى صاحبه، ويجوز أن يستفيد مال صاحبه وهو حرام بالنص. (31)

ترجمہ:۔ قمار کا لفظ قمر (چاند) سے ماخوذ ہے جو کبھی بڑھ جاتا ہے اور کبھی گھٹ جاتا ہے، اور قمار کو "قمار" اس لئے کہتے ہیں کہ اس میں فریقین میں سے ہر ایک کے بارے میں احتمال ہوتا ہے کہ ایک فریق کا مال دوسرا لے جائے اور دوسرا فریق پہلے کا مال حاصل کرلے اور یہ عمل شرعا حرام ہے۔

مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے "قمار" کی حقیقت ان الفاظ میں بیان کی ہے، میسر یا قمار کی تعریف یہ ہے کہ جس معاملے میں کسی مال کا مال بنانے کو ایسی شرط پر موقوف رکھا جائے جس کے وجود و عدم کی دونوں جانبیں مساوی ہوں اور اسی بناء پر نفع خالص یا تاوان خالص برداشت کرنے کی دونوں جانبیں برابر ہوں۔(32)

مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نے اس کی تعریف مزید وضاحت کے ساتھ بیان کی ہے، اپ کی بیان کردہ تعریف کے الفاظ یہ ہیں:۔

قمار ایک سے زائد فریقوں کے درمیان ایک ایسا معاہدہ ہے جس میں ہر فریق سے کسی غیر یقینی واقعے کی بنیاد پر اپنا کوئی مال (یا فوری ادائیگی کرکے یا ادائیگی کا وعدہ کرکے) اس طرح داؤ پر لگایا ہو کہ وہ مال یا تو بلا معاوضہ دوسرے فریق کے پاس چلا جائے گا یا دوسرے فریق کا پہلے فریق کے پاس بلا معاوضہ اجائے گا۔(33)

قمار کی مندرجہ بالا تعریفات و تفصیل جاننے کے بعد یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کسی معاملے کے جوا ہونے کے لئے درج ذیل شرائط کا پایا جانا ضروری ہے:۔

ا۔ معاہدہ دو یا دو سے زائد لوگوں کے درمیان ہو، لہذا اگر صرف ایک طرف سے کچھ دینے کا وعدہ ہو اور دوسری طرف سے کچھ دینے کا وعدہ نہ ہو تو معاملہ جوا نہیں کہلائے گا، مثلا: حسن نے عمرو سے کہا کہ ہم دوڑ لگاتے ہیں اگر تم جیت گئے تو میں تمہیں ایک ہزار روپے دوں گا لیکن اگر میں جیت گیا تو تمہارے ذمہ کچھ لازم نہیں تو یہ صورت جوا میں شامل نہیں۔

۲۔ معاہدہ کرنے والے لوگ اپنا مال داؤ پر لگائیں لہذا اگر معاہدہ کرنے والے فریقین اپنا مال داؤ پر نہیں لگاتے بلکہ کوئی تیسرا فریق جو اس معاہدے میں شامل نہیں، وہ اپنی رقم خرچ کرے تو یہ معاملہ جوا نہیں، مثلا: حسن، عمرو اور بکر سے کہے کہ تم دونوں دوڑ لگاؤ، جو جیت جائے گا میں اسے پانچ سو روپے انعام دوں گا تو یہ صورت جوا میں شامل نہیں۔

۳۔ دوسرے کے مال جیتنا کسی ایسے غیر یقینی واقعے پر موقوف ہو جس کے پیش انے کا احتمال بھی ہو اور نہ انے کا بھی لہذا اگر دوسرے کے مال کا حصول کسی یقینی اور قطعی واقعے پر موقوف ہوا تو وہ صورت جوا میں شامل نہیں ہو گی، جیسے حسن عمرو سے رات کے وقت کہے کہ اگر کل سورج مشرق سے طلوع ہوا تو تم مجھے ہزار روپے دوگے لیکن اگر مغرب سے طلوع ہوا تو میں تمہیں ہزار روپے دوں گا، ظاہر ہے کہ سورج کا مشرق سے طلوع ہونا ایک یقینی اور قطعی واقعہ ہے لہذا یہ صورت جوا میں شامل نہیں۔

۴۔ داؤ پر لگایا ہو مال بلا معاوضہ ختم ہو جائے یا دوسرے کا مال بلا معاوضہ اجائے لہذا اگر کسی شخص نے اپنے مال کا حقیقی عوض حاصل کر لیا اور پھر اسے انعام بھی مل گیا تو یہ جوا نہیں، جیسے کسی شخص نے کوئی چیز اس کی حقیقی قیمت میں خریدی اور اس میں انعامی ٹکٹ بھی نکل ایا جس کی وجہ سے اس نے انعام حاصل کر لیا تو یہ صورت جوا میں شامل نہیں لیکن اس کے برعکس اگر وہ چیز حقیقی قیمت کے بدلے نہیں خریدی گئی بلکہ انعام کے اعلان کی وجہ سے اس چیز کی قیمت بڑھادی گئی تو اس صورت میں وہ معاملہ قمار میں داخل ہو جائے گا۔

لیکن اگر انعامی اسکیم کے تحت فروخت کی جانے والی چیز کی قیمت اس کی بازاری قیمت سے زیادہ مقرر کی گئی مثلا: وہی بسکٹ کا ڈبہ جس کی بازاری قیمت ایک سو روپے تھی، انعامی اسکیم کے اعلان کی وجہ سے اس کی قیمت ایک سو دس روپے مقرر کر دی گئی تو اس صورت میں خریدار کی زائد رقم (یعنی دس روپے) داؤ پر لگ جائے گی، لہذا اگر اس کا انعام نہ نکلا تو اس صورت میں اس کے یہ دس روپے بلا معاوضہ چلے جائیں گے، اس لئے یہ صورت قمار میں داخل ہو جائے گی۔

قمار اور غرر

قمار کی حقیقت معلوم ہونے کے بعد یہ بات سامنے اتی ہے کہ غرر کی حقیقت قمار کے اندر پائی جاتی ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ غرر اور قمار دونوں ایک ہی شئی کے دو نام ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ قمار، غرر کی ایک قسم ہے، لہذا ہر وہ معاملہ جو قمار پر مبنی ہوگا، اس میں غرر موجود ہو گا، لیکن یہ ضروری نہیں کہ جس معاملے میں غرر پایا جاتا ہے اس میں قمار بھی ہو، مثلا: وہ بیع جس میں قیمت مجہول ہے جیسے حسن کوئی متعین کتاب بکر کو بازاری قیمت پر فروخت کرتا ہے اور دونوں یا ان میں سے کسی کو معلوم نہیں کہ اس کتاب کی بازاری قیمت کیا ہے؟ تو یہ بیع جائز نہیں کیونکہ قیمت میں جہالت کے اعتبار سے غرر کی خرابی پائی جارہی ہے لیکن یہ عقد قمار پر مبنی نہیں۔ البتہ ہر وہ معاملہ جس میں قمار ہوتا ہے چونکہ اس کا انجام غیر یقینی (Uncertain) ہوتا ہے، اس لئے وہ غرر میں داخل ہے۔ (34)

ڈاکٹر صدیق الضریر لکھتے ہیں:۔

القمار والميسر غرر من غير شك ولكن هناك عقود كثيرة فيها غرر لا يصح أن يقال عنها قمار.

ترجمہ :۔جوابلاشبہ غرر ہے لیکن بہت سے معاملات ایسے ہیں کہ ان میں غرر ہوتا ہے لیکن ان میں قمار نہیں ہوتا۔

شرعی حکم

ابتدائے اسلام میں شراب کی طرح قمار بھی جائز تھا، چنانچہ مکی زندگی میں جب سورۂ روم کی ابتدائی ایات نازل ہوئیں جن میں یہ خبر دی گئی کہ اگرچہ اس وقت روم کے لوگ کسری سے شکست کھا گئے ہیں لیکن چند سال بعد پھر رومی غالب اجائیں گے اور مشرکین مکہ نے اس خبر کو تسلیم کرنے سے انکار کیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ اس طرح قمار کی شرط ٹھہرائی کہ اگر اتنے سال میں رومی غالب اگئے تو اتنا مال تمہیں دینا پڑے گا اور اگر غالب نہ ائے تو اتنا مال میں تمہیں دوں گا۔ چنانچہ جب واقعہ قران مجید کی پیشین گوئی کے مطابق پیش ایا تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مشرکین سے مطلوبہ مال وصول کیا اور انحضرت ﷺ نے اسے ناجائز قرار نہیں دیا، اس سے معلوم ہوا اس وقت تک قمار جائز تھا، لیکن پھر اس کی حرمت بھی اسی طرح تدریجا ہوئی جس طرح شراب کو تدریجا حرام کیا گیا، چنانچہ ابتدائے اسلام میں جب اپ ﷺ سے شراب اور قمار کے بارے میں سوال کی گیا تو یہ ایت نازل ہوئی :۔

يسألونك عن الخمر والميسر قل فيهما إثم كبير ومنافع للناس وإثمهما أكبر من نفعهما. (35)

ترجمہ :۔لوگ اپ سے شراب اور جوئے کے متعلق سوال کرتے ہی، اپ کہہ دیجئے کہ ان دونوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لئے کچھ منافع بھی ہیں (مگر) ان کا گناہ ان کے منافع سے بڑھا ہوا ہے۔

اس ایت میں قمار سے صراحتا منع نہیں کیا گیا بلکہ اس کا ناپسندیدہ ہونا بیان کیا گیا ہے اس قرانی اسلوب کے نتیجے میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم أجمعین کے دلوں میں قمار اور شراب کی نفرت اور ناپسندیدگی پیدا ہونا شروع ہوئی اور پھر کچھ زمانے بعد پوری صراحت اور وضاحت کے ساتھ شراب اور قمار کی حرمت درج ذیل ایات کے ذریعے نازل ہوئی :۔

{يأيها الذين آمنوا إنما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشيطان فاجتنبوه لعلكم تفلحون (90) إنما يريد الشيطان أن يوقع بينكم العداوة والبغضاء في الخمر والميسر ويصدكم عن ذكر الله وعن الصلاة فهل أنتم منتهون}.(36)

ترجمہ :۔اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور بت وغیرہ اور قرعہ کے تیر یہ سب گندی باتیں، شیطانی کام ہیں، پس ان سے بالکل الگ رہو تا کہ تم فلاح پا جاؤ، شیطان تو یوں چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان بغض واقع کردے اور اللہ کی یاد اور نماز سے تم کو باز رکھے، سو اب بھی باز (نہ) اؤ گے ؟

ان ایات مبارکہ کے اندر قمار و شراب کی حرمت بیان کرنے کے لئے تاکیدی اسلوب اختیار کیا گیا، چنانچہ پہلے اس بیان کو "**إنما**" سے شروع کیا جو عربی محاورے کے اعتبار سے ایک خاص تاکید پیدا کرتا ہے، دوسرے ان چیزوں کو "**رجس**" (یعنی گندی چیز) فرمایا گیا کہ طبیعت سلیمہ خود ہی اس سے پرہیز کرے، تیسرے اس کو شیطان کا کام قرار دیا گیا، چوتھے، اس کو بت پرستی کے ساتھ جمع کرکے اس کی انتہائی مذمت بیان

کی گئی گویا اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا کہ یہ چیزیں ایک ہی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔

پانچویں **"فاجتنبوا"** فرما کر اس بچنے کا حکم دیا گیا۔ اس حکم کے فوراً بعد **"لعلکم تفلحون"** (شاید تم فلاح پا جاؤ) کی تعبیر اختیار کی گئی، جس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ان سے اجتناب نہ کرنے کی صورت میں دنیاوی واخروی ناکامیوں کا منہ دیکھنا پڑے گا۔ اور پھر اخر میں اس کی دینی، جسمانی اور روحانی خرابیوں کی تفصیل بتلانے کے بعد ان چیزوں سے باز رکھنے کی ایک دلنشین تعبیر اختیار کرتے ہوئے فرمایا گیا **"فھل أنتم منتھون"** یعنی جب یہ ساری خرابیاں تمہارے علم میں اگئیں تو کیا اب بھی ان سے باز نہ اؤگے۔(37)

آیات قرآنیہ کے علاوہ احادیث مبارکہ کے اندر بھی قمار کی حرمت مذکور ہے بلکہ انحضرت ﷺ نے صرف قمار کے معاملے ہی کو حرام قرار نہیں دیا بلکہ قمار کا محض ارادہ ظاہر کرنے کو بھی گناہ قرار دیا اور اگر کوئی شخص دوسرے کو قمار کی دعوت دے تو اس کو حکم دیا کہ وہ اپنے اس گناہ کے کفارہ کے طور پر صدقہ کرے، چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ:۔

من قال لصاحبه تعال أقامرك فليتصدق. (38)

ترجمہ:۔ جس شخص نے اپنے ساتھی کو (قمار کی دعوت دیتے ہوئے) کہا: اؤ کھلیں تو وہ (اپنے اس گناہ کے کفارے کے طور پر) صدقہ کرے۔

ان نصوص سے معلوم ہوا کہ شریعت مطہرہ نے قمار کا معاملہ کرنے سے سختی سے منع کیا ہے۔

قمار کی بنیادی اقسام

قمار کی بنیادی طور پر دو اقسام ہیں:۔

ا۔ پہلی قسم وہ ہے جس میں کوئی ایک شخص یقینی طور پر کوئی ادائیگی کرنے کا پابند نہیں ہوتا، بلکہ ہر شخص کی طرف سے ادائیگی کسی غیر یقینی واقعے پر موقوف ہوتی ہے، اس کی مثال جیسے حسن اور عمر و اپس میں اس شرط پر شطرنج کھیلتے ہیں کہ ان میں سے جو ہار جائے گا وہ دوسرے کو ہزار روپے دے گا، قمار کی یہ قسم بہت معروف ہے۔

۲۔ دوسری قسم وہ ہے جس میں ایک فریق کی طرف سے ادائیگی یقینی ہوتی ہے جب کہ دوسری طرف سے یقینی نہیں ہوتی ہے، جو فریق یقینی طور پر ادائیگی کرتا ہے، وہ اصل میں اپنے مال کو اس طرح داؤ پر لگاتا ہے کہ یا تو داؤ پر لگایا ہوا مال کسی معاوضے کے بغیر ہاتھ سے چلا جائے گا یا پھر وہ اپنے ساتھ زیادہ مال بغیر کسی معاوضے کے کھینچ کر لائے گا جیسے بعض مروجہ انعامی اسکیمیں جن کے اندر حصہ لینے والے ابتداء میں کچھ رقم جمع کراتے ہیں یہ رقم عام طور پر ٹکٹوں یا کوپن کی خریداری کی شکل میں ادا کی جاتی ہیں، انعامی اسکیم کا اعلان کرنے والا ادارہ چند انعامات کا اعلان کرتا ہے، مطلوبہ رقم جمع ہونے کے بعد قرعہ اندازی کے ذریعے چند افراد کو انعام دیا جاتا ہے اور باقی افراد نہ صرف انعام بلکہ اپنی اصل رقم سے بھی محروم ہو جاتے ہیں، جیسے مثلاً: ایک ادارہ پانچ ہزار ٹکٹ جاری کرتا ہے جس میں ہر ٹکٹ کی مالیت پانچ سو روپے ہے اب وہ یہ اعلان کرتا ہے کہ اس اسکیم میں شامل ہونے والے افراد کے درمیان کل سو انعامات تقسیم کئے جائیں گے جن میں پہلا انعام دو لاکھ روپے، دوسرا انعام عمرے کا ٹکٹ، تیسرا انعام ایک موٹر سائیکل و ریفریجریٹر کے دس انعامات اور فلاں فلاں اشیاء کے اتنے اتنے انعامات ہوں گے۔

اب اس اسکیم میں شامل ہونے والے دس ہزار افراد میں سے ہر شخص کے بارے میں یہ احتمال ہے کہ ہو سکتا ہے کہ اسے انعام مل جائے جس کے نتیجے میں اسے لگائی ہوئی رقم سے کہیں زیادہ حاصل ہو جائے اور یہ بھی امکان ہے کہ اس کا انعام نہ نکلے اور اسے نہ صرف انعام بلکہ اپنی اصل رقم یعنی پانچ سو روپے سے بھی محروم ہونا پڑے گا، گویا اس معاملے کے اندر اسکیم میں شامل ہونے والے شخص کی طرف سے ادائیگی یقینی اور متعین ہے لیکن کمپنی کی طرف سے اسے انعام کا ملنا یقینی نہیں۔

قمار کے عدم جواز کی وجوہات اور اس کے نقصانات

شریعت مطہرہ نے قمار کو کیوں ناجائز قرار دیا؟ اس کی بنیادی وجہ وہ دینی و دنیاوی نقصانات ہیں جو انسان کی دنیا اور اخرت دونوں کو برباد کر دیتے ہیں، قران حکیم نے ان نقصانات کی طرف درج ذیل ایت میں اشارہ کیا ہے۔

إنما يريد الشيطان أن يوقع بينكم العداوة والبغضاء في الخمر والميسر ويصدكم عن ذكر الله وعن الصلاة فهل أنتم منتهون. (39)

ترجمہ:۔ شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ (شراب اور جوئے کے ذریعے تمہارے درمیان بغض واقع کر دے اور اللہ تعالی کی یاد اور نماز سے تم کو باز رکھے، سو اب بھی باز (نہ) اؤ گے۔

اس ایت کریمہ سے معلوم ہوا کہ قمار کے بنیادی طور پر دو نقصانات ہیں:۔

ا۔ باہمی عداوت اور دشمنی۔

۲۔ اللہ کے ذکر اور نماز کی غفلت۔

جوئے کے اندر جب کوئی شخص ہار جاتا ہے تو ظاہر ہے کہ اسے اپنے حریف پر غصہ اتا ہے، کیونکہ اس کی خواہش یہ تھی کہ انعام اسے ملتا، اب اس کے بجائے کسی اور کے پاس چلا گیا لیکن اس کے پاس ظاہری طور پر کوئی ایسا ذریعہ نہیں ہوتا جس سے وہ اپنے حریف کو ملنے والا انعام حاصل کر سکے جس کے نتیجے میں اس کے دل میں بغض وعدوات کے جذبات پیدا ہوتے رہتے ہیں جو کسی بھی معاشرے کے لئے انتہائی تباہ کن ہیں۔

جوئے کی دوسرے خاصیت یہ ہے کہ ہارنے والے شخص کے دل میں دوبارہ جوا کھیلنے کا شدید جذبہ پیدا ہوتا ہے کیونکہ کچھ مال چلے جانے کے بعد وہ یہ سوچتا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ اب کی بار جیت جاؤں اور اکٹھا بہت سا حاصل کروں، اس جذبے کی وجہ سے وہ مزید وقت اس کے لئے خرچ کرتا ہے اور اگر جیت جائے تو اور حرص بڑھ جاتی ہے یہ خیال اتا ہے کہ تھوڑی سی محنت سے اتنا مال مل گیا اگر ایک بار اور جیت گیا تو مزے ہو جائیں گے، غرضیکہ جوا کھیلنے والا خواہ ہار جائے یا جیت جائے، بار بار اس کے دل میں مزید جوا کھیلنے کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے، اس خواہش کی تکمیل میں اس کا کثیر وقت خرچ ہو جاتا ہے اور وقت کا اس طرح ضیاع اسے اللہ تعالی کی یاد اور نماز سے غافل کر دیتا ہے۔

اللہ کی یاد اور نماز سے غفلت دنیا و اخرت کے اعتبار سے ان کا نقصان دہ ہونا تو اس لئے ظاہر ہے کہ اخرت میں کام انے والی چیزوں میں ان دو کا بڑا دخل ہے، ایک روایت میں ہے کہ ”اخرت میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا(40)، ظاہر ہے کہ جس شخص کی زندگی نماز سے غفلت

میں گزری، اس کے لئے اس پہلے ہی امتحان میں کامیابی مشکل ہو جائے گی، چونکہ نماز ذکر اللہ کی بہت اہم قسم ہے، اس لئے نماز سے غافل ہونا ذکر اللہ سے غافل ہونا بھی ہے۔

اور اللہ تعالی کی یاد سے غافل ہونے کا دنیاوی نقصان یہ ہے کہ جب انسان اللہ تعالی سے غافل ہو کر مال و دولت اور عزت و جاہ کو مقصود بنالیتا ہے تو پھر وہ راحت وارام اور اطمینان و سکون سے محروم ہو جاتا ہے، وہ ان اسباب راحت میں اس قدر مشغول ہو جاتا ہے کہ خود راحت کو بھول جاتا ہے، چنانچہ اگر کسی وقت مال و دولت یا عزت و جاہ میں کمی واقع ہو تو حسرت و غم سے نڈھال ہونے لگتا ہے۔

علامہ ابن تیمیہؒ کی رائے یہ ہے کہ قمار کے نقصانات سود کے نقصانات سے بھی بڑھ کر ہیں، چنانچہ اپ فرماتے ہیں:۔

إن مفسدة الميسر أعظم من مفسدة الربا لأنه يشتمل على مفسدتين: مفسدة أكل المال بالحرم ومقسة اللهو الحرام، إذ يصد عن ذكر الله وعن الصلوة ويوقع في العدوة والبغضاء ولهذا حرم الميسر قبل تحريم الربا. (41)

ترجمہ:۔ جوا کا نقصان سود کے نقصان سے بڑھ کر ہے کیونکہ اس میں دو خرابیاں پائی جاتی ہیں، حرام مال کھانے کی خرابی، حرام لہو میں پڑنے کی خرابی کہ اللہ کی یاد اور نماز سے غافل کر دیتا ہے اور باہمی عداوت و دشمنی پیدا کرتا ہے، اس لئے قمار کی حرمت سود کی حرمت سے پہلے ائی۔

علامہ ہیتمیؒ کا کہنا ہے کہ قمار کی ممانعت کا سبب حرام مال کھانے سے بچانا ہے، اپ لکھتے ہیں:۔

سبب النهي عن الميسر وتعظيم أمره أنه من أكل أموال الناس بالباطل الذي نهى الله عنه بقوله: لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل. (42)

ترجمہ:۔ قمار کھیلنے اور اسے اہمیت دینے سے ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ قمار لوگوں کے حرام مال کھانے میں داخل ہے جس سے اللہ تعالی نے اپنے اس ارشاد کے ذریعہ سے منع کیا ہے، نہ کھاؤ اپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طریقے سے۔

حاصل کلام

ذکر کردہ تفصیل سے معلوم ہوا قمار ایک انتہائی نقصان دہ چیز ہے جس میں دینی و دنیاوی دونوں طرح کے نقصانات ہیں جو انسان کی دنیا اور اخرت دونوں کو برباد کر دیتے ہیں اور معاشرہ تیزی سے تباہی کی طرف جاتا ہے اور لوگوں میں محنت کرنے کے بجائے سستی اور کاہلی کی عادت جنم لیتی ہے، لہذا ہر مسلمان کو اس سے بچنے کی پوری کوشش کرنی چاہئے۔

حوالہ جات

(1) شرکت و مضاربت عصر حاضر میں، ص: 47، محمد عمران عثمانی، مکتبہ معارف القرآن، 2011

(2) احکام القرآن، ابن العربي محمد بن عبد اللہ م ٥٤٣ھج، بیروت، دار المعرفة، طبع سوم ٣٩٢ھج: ٢٤٢/١.

(3) احکام القرآن، الجصاص احمد بن علی الجصاص م ١٣٧٠ھج، سہیل اکادمی ٥٥٧/١، لاہور پاکستان.

(4) تکملہ فتح الملہم، شرح صحیح مسلم (جسٹس مفتی محمد تقی عثمانی) کراچی، مکتبہ دار العلوم کراچی ۱۴، طبع اول: ۱۴۰۵ھ (۱/۵۶۴)۔

(5) کشف الخفاء، الجراحي اسماعيل بن محمد العجلوني الجراحي م ١١٦٣ھج بیروت، مؤسسة الرسالة، طبع سوم ١٤٠٣ھج (١٦٤/٢).

(6)مسئلہ سود(ص:۱۵)،ادارۃ المعارف کراچی، طبع جدید،۱۳۹۹ھ۔

(7) تلخيص الحبير العسقلاني (علامہ ابن حجر العسقلاني م ۸۵۲)الرياض،مكتبة نزار مصطفي الباز، طبع أول:۱۴۱۷ھج(۹۹۷/۳).

قال عمر بن بدر فی المغني: لم يصح فيه شئ، و أمّا امام الحرمين، فقال: إنه صحيح وتبعه الغزالي۔۔۔۔۔۔فتح القدير(۳۵۶/٦)

(8)ان میں سے ڈاکٹر رفیق یونس مصری (الجامع في اصول الربا)، شیخ صالح بن فوزان الفوزان (الفرق بین البیع والربا)، اور ڈاکٹر عبداللہ بن محمد بن حسن السعیدی (الربافی المعاملات المصرفیۃ المعاصرۃ)۔

(9)مجمع الزوائد، الھیتمي (الحافظ نور الدين علي بن ابي بكر الھیتمي م ۸۰۷ ھج) بيروت لبنان، دار الكتاب، طبع دوم ۱۹۶۷ء، (۱۴۱/۴)

استسلف النبي صلي الله عليه وسلم من رجل من الانصار أربعين صاعا، فاحتاج الانصاري فاتاه، فقال رسول الله صلي الله عليه وسلم ماجاءنا شئ، فقال الرجل واراد ان يتكلم، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا تقل الا خيرا، فانا خير من تسلف، فاعطاء اربعين فضلا واربعين لسلفه فاعطاه بمائتين.

عن عطاء بن يعقوب، قال: استسلف ابن عمر مني الف درهم فقضاني اجود منها، فقلت له: ان دراهمک اجود من دراهمي، قال: ماكان فيها من فضل نائل لک من عندي، وماإلى ذلک من الاحاديث.

(10)الدر المختار ورد المحتار:(۱۰/۷۰)

(11)الفقه الاسلامي و أدلته الزحيلي (الدكتور وهبه الزحيلي) بيروت دار الفكر(۴/۲۴).

(12)مرجع سابق.

(13)الفقه الاسلامي و أدلته:(۴/۲۴).

(14)کتاب سود کی متبادل اساس۔ شیخ محمود احمد، ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور، طبع اول:۱۹۸۶۔

(15)مسئلہ سود۔

(16)کنز العمال، المنتقی (علاء الدين على المتقي الهندي)عدد الحديث ۴٦٦۹۔

(17)مثلا: صحيح مسلم، القشيري (ابو الحسين مسلم بن الحجاج القشيري) باب المساقاة صحيح البخاري، البخاري (ابو عبد الله محمد بن اسماعيل البخاري) باب المساقاة سنن ابي داؤد السجستاني (سليمان بن الاشعث بن اسحاق السجستاني)، البيوع.

(18)سورۃ البقرۃ آیت:۲۷۵.

(19)سورۃ البقرۃ آیت ۲۷٦.

(20)سورۃ البقرۃ آیت:۲۷۸.

(21)سورۃ البقرۃ آیت: ۲۸۱.

(22)بخاري كتاب الطلاق، مسلم كتاب المساقاة، ابوداود كتاب البيوع وغيرها.

(23)رواه البزار ورواته الصحيح، عند ابن ماجه باسناد صحيح باختصار.

(24)الطبراني الكبير، الطبراني (سليمان بن احمد م ٥۳٦).

(25)مستدرک حاكم، الحاكم (محمد بن عبد الله الحاكم م ٥۳٦)، بيروت دار الكتب العلمية، ١٤١١ھج.

(26)ابن ماجه والحاكم.

(27)المستدرک للحاکم.

(28)مسند احمد بن حنبل.

(29)المعجم الطبراني.

(30)سنن أبي داود.

(31)**رد المحتار**: (۴/۴۰۲)

(32)**معارف القرآن**: (۱/۵۳۲)

(33)عدالتی فیصلے، عثمانی (مولانا مفتی محمد تقی عثمانی) لاہور، ادارہ اسلامیات، اشاعت دوم ذیقعدہ ۱۴۲۰ھ مطابق مارچ ۲۰۰۰ء (۲/۲۴۳)۔

(34)علم منطق کی اصطلاح میں یوں کہا جاسکتا ہے کہ غرر اور قمار میں عموم خصوص مطلق کی نسبت ہے جس میں غرر عام مطلق اور قمار خاص مطلق ہے، چنانچہ موسوعۃ الفقہیۃ (الکویت) میں ہے: والعلاقة الغرر والميسر ظاهر وهي أن الغرر أعم من الميسر. (۳۹/۴۰۵)

(35)القرآن: (۲/۲۱۹).

(36)القرآن: (۵/۹۰).

(37)التفسير القرآن: (۸۲/۱۲).

(38)صحيح البخاري، كتاب التفسير، باب أفرأيتم اللات والعزى، حديث: ٤٥٧٧، صحيح مسلم، من حلف باللات والعزى فليقل لا إله إلا الله، حديث: ١٦٤٧.

(39)القرآن: (۵/۹۰).

(40)سنن الترمذي، باب ماجاء أن اول ما يحاسب به العبد يوم القيامة الصلوة، حديث: ۴۱۳، سنن الدارمي، باب اول ما يحاسب به العبد يوم القيامة الصلوة، حديث: ۱۳۵۵، سنن الكبرى للبيهقي، باب ما روى في اتمام الفريضة (۳۸۷/۲).

(41)كتب ورسائل وفتاوى لابن تيمية، ابن تيمية، (أحمد بن عبد الحليم المعروف بابن تيمية ۶۶۱ھ،۷۲۸ھ) مكتبة ابن تيمية، (۲۳۷/۳۲).

(42)الزواجر عن ارتكاب الكبائر، الهيتي (العلامة ابن حجر المكي الهيتمي المتوفى: ٩٧٤ھ) مصر، مكتبة مصطفى البابي، الطبعة الأولى ١٣٧٠ھ.

References

(1) Shirkat o Mudharabat asr e hazir mai, safha:47, Muhuamms Imran Usmani, maktaba marif ul quran, 2011

(2) Ehkam ul quran, abn ul arabi Muhammad bin Abdullah M 543 h, biroot, darul marifa, taba soum 392 h: 242/1

(3) Ehkam ul quran, AL jassas Ahmed bin alal Jassas M 1370 H, Suhail akadmi 557/1 Lahore Pakistan

(4) Takmila fathul mulhim, sharah saheh muslim(Justice Muhammad Taqi Usmani) Karachi, maktaba darul uloom Karachi 14, taba awwal: 14.5 H(564/2)

(5) Kashf ul khaf, al hjrahi ismail bin Mhuhammad al ejlooni al jrahi M 1163 H bairoot, muosstul al risala, taba suom 1403H (164/2)

(6) Masla e sood (sfha”15) adaratul marif Karachi, taba jaded, 1399H

(7) Talkhis al haiber al asqalani (allihi abn hajar al esqalani M 852) al riyaz, maktaba nazar Mustafa al baz, taba awwal: 1417H (997/3) qala Umer bin badar fil mughni: lum yasih gihi shaun, wama am imam al haramain, faqala: inaho sahihun wtba hil ghazali… fathul qadeer (356/6)
(8) In mai sy Dr. Rafiq Younus misri (Al Jamie fi asool al riba), shaeikh Saleh bin fuozan al fuozan(al farq bain bai al riba(aur Dr. abdul ullah bin Muhammad bin Hasan al sadi (Al riba fil muamlat al misriya al maisira)
(9) Majma uzzwaid, Al haitami(Al Hafiz noor Uddin ali bin abi bakr al hatami M 807 H) bairoot Labnan, darul kitab, taba doum 1967e, (141/4). Istaslaf annabio salalaho alihi wasalm man rajlun min alansari arbaeen sa'an, fihta alansari fataho, faqala rasool lullahi sallaho alhi wasalam majana shaiun faqala alrajulo warid abne itakalmo, faqala rasool lullahi sallaho alhi waslam: la taqul illa jhairan min taslafa, fatao arbaeena fazlan warbaeena lslafhi fataho bimataini. An atai bin Yaqiib, qala: astaslafa abni umer minni alfin darhami faqazani ajwado minha, faqulto laho: an drahmk ajwado min darahimi, qala: makana fiha mn fazlin nailn lka min indi, wama aila zalik mn alahadith
(10) Al durar al Mukhtar: 10/70)
(11) Al fiqah al solami wadillah al zihli (aldiktor wahba al zhili)bairoot, darul fikr (724/4)
(12) Merje sabiq
(13) Al fiq ul islami wadillah: (724/4)
(14) Kitab sood ki mtabadil asas- Shaekh Mehmood Ahmed, siqafat al silamia Lahore, tabe awwal: 1986
(15) Masla sood
(16) Kanzul ummal, al muntaqi(alauddin ali al mutaqi al hindi) adad al hadith 4669
(17) Masalan: Sahih al muslim, al qaishari (abul Hussain muslim bin alhujjaj al qshairi) bab al musaqat sahih al bukhari, al bikhari(abu Abdullah Muhammad bin ismail al bkhari)bab al musaqat snub abi dawod al sajistani(Suleman bin alashas bin aishaq al sjistani), al biow.
(18) Suorae Baqra Ayat no 275
(19) Suorae Baqra Ayat no 276
(20) Suorae Baqra Ayat no 278
(21) Suorae Baqra Ayat no 281
(22) Bukhari kitab altalaq, Muslim ktab ul musaqar, abu dawd ktib al biow wgharoha
(23) Rwahul al bazzar w riwatio alshahih, inde ibn maja bisnadi sahih bikhtasari
(24) Altibrani alkabeer, altibrani(Suleman bin Ahmed M 536)
(25) Mustadrak Hakim, al hakim(Muhammad bin Abdullah alhakim M 536), bairoot darul kutub alilmiya, 1411H
(26) Abne maja wal hakim
(27) Al mustadak lil hakim
(28) Musnad Ahmed bin Hanbal
(29) Almujabutibrani
(30) Sunan abi daowd
(31) Rddul sl muhtar (4/402)
(32) Marif ul Quran: (1/532)
(33) Adalti faisly, usmani (Moulana Muhammad Taqi Usmani) Lahore, idare Islamiat, ishat e duom zi qada1420H March 2000e (2/243)
(34) Ilm e mantiq ki islah me uoe kha jaskata hy ko Gharrar aur Qimar me umoom Khussos Mutlaq ki nisbat hy jis me Gharrar aam mutlaq aur Qimar Khas mutlaq hy, chnachy mosoatul faqih(Al koiat) me h: wal ilaqato al ghararo wal maisir zahirun wahya an algharara aamu minil maisir
(35) Al Quran: (2/219)
(36) Al Quran (5/90)
(37) Al tafseer al quran: 82/12)
(38) Sahih al bukhari, kitab al Tafseer, bab,hadith 4577, Shaih Muslim, man halafa billat wal uzzam fal

uaqul La ilha illalah, hadith 1647
(39) Al aquran: (5/90)
(40) Sunan tirmizi, babu ma ja'a an awwal ma uhasibo bhi alabdo youm qiyamati al salat, hadith 423, sunnan darmi, ma uhasibo bhi alabdo youm qiyamati al salat, hadith 1355, sunan ul kubra lil bihaqi, bab ma rowya fi itmami al farizah (387/2)
(41) Kutub o rasail o fatawa libne taimiah, (Ahmed bin Absul Haleem Al maroof bibne taimiah 441H, 728H maktaba abne tamiyah, (237/32)
(42) Al zawajir an irtkab al kbair,, al haitimi, (Al alama ibne Hajr almakki al hatami al mutawffa: 947H) misr, maktaba Mustafa al babi, altabatul aula 1370H